مزمل سہروردی

ڈاکٹر مائیکل براؤن کے ساتھ ایک نشست کی روداد

امریکن سنٹر اور پاکستان انسٹی ٹیوٹ آف نیشنل افیئرز کے زیر اہتمام تقریب میں امریکی خارجہ پالیسی کے حوالہ سے لیکچر میں امریکی خارجہ امور کے ماہر ڈاکٹر مائیکل براؤن جب یہ کہہ رہے تھے کہ اگر پاکستان یہ سمجھتا ہے کہ امریکہ مسئلہ کشمیر حل کرے گا تو پھر یہ مسئلہ آئندہ پچاس سال میں بھی حل نہیں ہوگا تو ہال میں موجود ہر شخص کی زبان اس کے دانتوں کے نیچے رہ گئی۔ مائیکل براؤن نے واضح الفاظ میں کہا کہ امریکہ دنیا میں صرف اپنے مفادات کا تحفظ کرتا ہے اور اس کے نزدیک کوئی بھی مسئلہ بطور مسئلہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ایسا لگ رہا تھا کہ امریکن سنٹر نے لیکچر کا اہتمام صرف اور صرف پاکستانیوں کی آنکھیں کھولنے کے لیے کیا تھا۔ گو کہ تقریب کے شرکاء کی اکثریت امریکہ نواز تھی مگر پھر بھی ایک آدمی نے اس لیکچر کے بعد اس ساری گفتگو کے حوالہ سے زچ ہوتے ہوئے سوال کیا کہ اگر امریکہ کا یہی رویہ رہا تو پھر پاکستان میں ہم جیسے لبرل لوگ تو تمیں نہایت کمزور ہو جائیں گی مگر اس فریاد کا بھی کوئی اثر نہیں ہوا اور مائیکل براؤن نے آرام سے کہا کہ امریکہ کو اس بات سے بھی سروکار نہیں ہے۔ آپ یہ بات مد نظر رکھیں کہ امریکہ صرف اور صرف اپنے مفادات کو مد نظر رکھتا ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہ آخر امریکہ اس مسئلہ میں کیا کردار ادا کر سکتا ہے‘ تو اس نے کہا کہ پہلی بات یہ سامنے رکھیں کہ امریکہ کے پاس اتنے پتے نہایت محدود تعداد میں ہیں جن سے وہ بھارت کو دباؤ میں لا سکتا ہے اور وہ یہ پتے مسئلہ کشمیر پر ضائع نہیں کر سکتا۔ بھارت ایک بڑا ملک ہے‘ اس کے امریکہ سے تجارتی تعلقات بھی محدود سطح پر ہیں لہٰذا ہمارے دباؤ ڈالنے کے جو بھی محدود راستے ہیں‘ وہ اس مسئلے پر ضائع نہیں کیے جا سکتے۔ مائیکل براؤن نے کہا کہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سے اب تک امریکہ نے زمینی افواج صرف اور صرف پانچ روز کے لیے استعمال کی ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ صرف یہ ہے کہ امریکی عوام دنیا کے مسائل کے لیے کسی بھی قسم کا کوئی درد سر لینے کو تیار نہیں نہ ہی امریکہ کے بطور دنیا کے پولیس مین کے کردار کو امریکی عوام میں مقبولیت حاصل ہے بلکہ آپ یہ دیکھیں کہ گلف کی جنگ سے قبل اس وقت کے امریکی صدر جارج بش کو امریکی عوام کو قائل کرنے کے لیے کس قدر محنت کرنا پڑی مگر پھر بھی وہ الیکشن ہار گئے۔ اس طرح صومالیہ میں فوج بھیجنے کے فیصلہ کو جارج بش نے صرف الیکشن کی وجہ سے زیر التوا رکھا اور انتخابی عمل مکمل ہو جانے کے بعد انہوں نے صومالیہ میں فوج بھیجنے کا اعلان کیا۔ امریکی عوام چاہتے ہیں کہ امریکی حکومت صرف ان کے معاملات سلجھانے پر توجہ دے۔

اس تقریب کے آخر اور شروع ہونے سے قبل غیر رسمی گفتگو کے دوران جب یہ پوچھا گیا کہ امریکی آخر ہمارے ملک کے وزیر اعظم کے بارے میں یہ منفی تاثر کیوں پھیلا رہے ہیں کہ انہوں نے کلنٹن کے ساتھ ناشتہ نہیں کیا یا دوسری ملاقات نہیں ہوئی بلکہ صرف فوٹو سیشن کے لیے درخواست کی گئی تھی۔ ملاقات ۴۰ منٹ کی نہیں ۲۰ منٹ کی تھی‘ یا ملاقات نواز شریف کی درخواست پر ہوئی۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے کہا کہ آپ ہمیں الزام دینے کی بجائے اپنی قیادت کو سچ بولنے پر قائل کریں۔ اس موقع پر اس نے کہا کہ آپ دیکھیں کہ مونیکا لیونسکی والا سارا معاملہ صرف جھوٹ بولنے کی وجہ سے زور پکڑا۔ اس ساری صورتحال میں‘ میں سوچ رہا تھا کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے۔ آخر اس قسم کا لیکچر رکھنے کے کیا مقاصد تھے؟ کہیں امریکہ نواز شریف کی کردار کشی کی کوئی مہم تو نہیں چلا رہا‘ یہ کیسے ممکن ہے کہ نواز شریف نے بل کلنٹن سے ملاقات کے حوالہ سے جو بھی تفصیلات بتائی ہیں‘ وہ سب جھوٹ ہیں اور صرف وہی سچ ہے جو امریکہ کہہ رہا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ امریکہ سارے منظر کو دھندلا کر کے اس میں سے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتا ہو مگر مائیکل براؤن نے اپنے لیکچر کا اختتام جب اس بات پر کیا کہ امریکہ کی اس خطہ میں واحد دلچسپی یہ ہے کہ دونوں ممالک کے درمیان ایٹمی جنگ نہ ہو۔ اس بات کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اگر پاکستان بھارت کے ساتھ یہ معاہدہ کر لے کہ یہ ایٹمی جنگ نہیں کریں گے تو پھر آپ جتنی مرضی چاہیں روایتی جنگ کر لیں‘ امریکہ کو کوئی اعتراض نہیں۔ یعنی پاکستان بھارت کی طرف سے ایٹم بم پہلے استعمال نہ کرنے کا معاہدہ کرنے کی پیشکش قبول کر لے۔ مائیکل براؤن کا موقف تھا کہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد امریکہ ابھی تک کسی مستقل خارجہ پالیسی کی تلاش میں ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امریکہ کا رویہ دنیا کے اہم معاملات میں نہایت غیر ذمہ دارانہ ہے۔ مائیکل براؤن نے صاف الفاظ میں کہا کہ امریکہ کو مختلف مواقع پر اقوام متحدہ کے چارٹر کی خلاف ورزی پر کوئی ندامت نہیں ہے۔ نواز شریف نے کلنٹن کے پانچ فون سن کر بھی ایٹمی تجربات کرنے کا فیصلہ تبدیل نہیں کیا اور پاکستان دنیا کی پہلی اسلامی ایٹمی ریاست بن گیا اس لیے اب امریکہ دنیا کے طول و عرض میں پاکستان‘ اس کی سیاسی قیادت اور فوج کے بارے میں منفی تاثر پھیلا کر بدلہ لینا چاہتا ہے۔ ممکن ہے اس لیکچر کا اہتمام بھی اس مقصد کے لیے کیا گیا ہو اس لیے ہمیں ہوشیار رہنا ہوگا۔ (روزنامہ نوائے وقت ـ ۲۰ جولائی ۹۹ء)